0154

Cat by ah

# گلدستۂ فاضل

غزل، نظم

زمانۂ طالبعلمی

(از سنہ ۱۹۳۴ء تا سنہ ۱۹۳۸ء)

فاضل کاشمیری

کتابت : فاضل کاشمیری (مصنف)



چھاپ پہلی بار : ۱۹۳۴ء

چھاپ دوسری بار : ۱۹۵۴ء

چھاپ تیسری بار : دسمبر ۱۹۶۷ء

قیمت : ۵۰ پیسے

تیری تجلّیوں سے معمور ہے خدائی
رسوا کہیں نہ کر دے یہ شوقِ خود نمائی

کِس مُنہ سے اب مَیں مانگوں تجھ سے تیری خدائی
بے مانگے دے دیا ہے جب خرقۂ گدائی

منزل کا ذکر کیا ہے، دِل چل دیا اُدھر کو
کی شوق نے جِدھر کو اے خضرؑ رہنمائی

پھر کون ہے بتا دے پردے میں حُسنِ گُل کے
صحنِ چمن میں جس نے یہ آگ ہے لگائی

پھر سیلِ اشک اُمڈا ٹکڑے جگر کے لے کر
پھر دِل میں درد اُٹھا، پھر تیری یاد آئی

سارے جہاں میں ہوگا ہنگامۂ قیامت
فاضل نقاب اُس نے چہرے سے جب اُٹھائی

★

اُنہیں مِل گیا ہے ایسا دلِ پُر سکوں کہاں سے
کہ ہُوا ہے عشق اُن کو مِرے نالہ و فغاں سے

کبھی چُھپ کے دیکھ آئے ترے حُسن کی تجلّی
کبھی تیری انجمن میں گئے دل کے پاسباں سے

مُجھے دردِ دل مٹا دے، کہ فنا ہے رازِ ہستی
تو حیاتِ جاوداں ہو مُجھے مرگِ ناگہاں سے

جو ہوئے بھی مُجھ سے راضی تو وہ اور کے کہے سے
جو کیا بھی مُجھ سے وعدہ، تو دبی ہوئی زباں سے

بہ تکلّفاتِ پیہم، رہی حسرتِ تکلّم
کہ بصد نیازمندی ہیں خموش بے زباں سے

مرے دامن و گریباں کے کئے جنوں نے پُرزے
یہی حال ہے تو فاصِل میں سیوں کہاں کہاں سے

اِس سے غرض نہیں ہے کافر کہ پارسا ہو
بس اِتنی آرزو ہے، دِل مرضیٔ خُدا ہو

ہر شے سے ہو نمایاں حُسنِ طلب کسی کا
ہر ذرّہ میرے دل کا لبیک کہہ رہا ہو

پُر لطف پھر نہ کیوں ہو یکرنگیٔ مُحبّت
جو اُن کی آرزُو ہو۔ میری وہی دُعا ہو

نغمہ رہے نہ کوئی جب سازِ آرزُو میں
میرا دلِ شکستہ کیا خاک خُوشنوا ہو

گردابِ معصیت میں کشتی اگر پھنسی ہے
کیوں غم ہو ڈُوبنے کا جب ناخُدا خُدا ہو

بیکس غریب فاضلؔ بس اب یہ چاہتا ہے
جو آرزُو ہے دِل کی پُوری ذرا ذرا ہو

یہ عالم خود فراموشی کا ہے شام و سحر مجھکو
کہ اپنا دِل بھی بیگانہ سا آتا ہے نظر مجھکو

اُلٹ جاتا ہے پیمانہ مرے لب تک نہیں آتا
جفائے حُسن نے تشنہ ہی رکھا عُمر بھر مجھکو

فرشتوں کو بھی اِس قابل نہ سمجھا اے زہے قسمت
خُدا نے دی ازل میں نعمتِ دردِ جگر مجھکو

تری تصویر آنکھوں میں ہے دِلمیں یاد ہے تیری
بتاؤ اور اب کیا چاہیے زادِ سفر مجھکو

کیا ایسا مجھے بیگانۂ عالم مُحبّت نے
کہاں بستی ہے دُنیا کی نہیں اِس کی خبر مجھکو

مری ہستی ہی کیا فاضل مثالِ شمعِ کُشتہ ہوں
بُجھا دے ہاں بُجھا دے دامنِ بادِ سحر مجھکو

سراپا درد ہے ہر لفظ اِس غمگیں کہانی کا
نہ قصّہ سُن سکو گے تم مری شامِ جوانی کا

وہی جانِ حزیں میری جو نکلی تھی محبّت میں
بدل کر بھیس آئی ہے حیاتِ جاودانی کا

پرانے ہو چکے ہیں لیلیٰ و مجنوں کے افسانے
سنو تو میں سناؤں اک نیا ٹکڑا کہانی کا

نقابِ رخ الٹ کر آ، نکل آ، آج پردے سے
مری نظروں نے ذمّہ لے لیا ہے پاسبانی کا

ستم دیکھو ذرا کیسی یہ الٹی رسمِ دنیا ہے
کہ دیتے ہیں یہاں گلچیں کو عہدہ باغبانی کا

نہ جانے خود بخود کیوں آنکھ میں آنسو بھر آتے ہیں
کوئی جب نام لے دیتا ہے اے فاضل جوانی کا

★

مَیں سمجھا تھا مُحبّت پھر محبت ہے مزا دیگی
یہ کیا معلوم تھا ظالِم شبِ فُرقت رُلا دیگی

وہ گھڑیاں گِن رہا ہے موت کی اے وائے ناکامی
جو کہتا تھا مُحبّت زندگی میری بَنا دیگی

غلط ہے یہ وہ آئینگے۔ نہ آئے ہیں۔ نہ آئینگے
بتا اے شامِ غم کب مجھکو پیغام قضا دیگی

مُجھے بس دیکھ لو تُم۔ مَیں زباں سے کُچھ نہیں کہتا
مرے دِل کی جو حالت ہے مری صُورت بتا دیگی

سُن اے غافِل یہ سیرِ باغِ ہستی تا بکَے آخر
قضا اِک دِن تجھے آغوشِ تُربَت میں سُلا دیگی

سوائے تیرے اب کوئی نہیں ہے تیرے فاضؔل کا
الٰہی تیری رحمت ہی اُسے کچھ آسرا دیگی

تصوّر میں مرے کعبہ نہ اب بتخانہ آتا ہے
نظر ہر سمت مجھکو جلوۂ جانانہ آتا ہے

ہُوا ہوں ایسا بیخود اِک بُتِ کافر کی اُلفت میں
کہ اب کعبہ میں بھی مجھکو نظر بتخانہ آتا ہے

حقیقت میں نمودِ حُسن ہی ہے عشق کا باعث
نمایش حُسن کی ہوتی ہے جب پروانہ آتا ہے

یہ دُنیائے محبت بھی الٰہی کیسی بستی ہے
جو آتا ہے یہاں وہ ہوش سے بیگانہ آتا ہے

گریباں چاک ۔ دامن پُرزہ پُرزہ ۔ خاک آلُودہ
نئی سج دھج ۔ نرالی شان سے دیوانہ آتا ہے

شبِ غم موت آتی ہے ۔ نہ وہ آتے ہیں اے فاضلؔ
لبوں پر دم نکل جانے کو بے تابانہ آتا ہے

نامہ بر خط دے مجھے اِس سے تجھے کیا کام ہے

ہے نویدِ زندگی یا موت کا پیغام ہے

دِل میں ہے یادِ بُتاں، لب پہ خُدا کا نام ہے

کہنے سُننے کو فقط مذہب مرا اِسلام ہے

جیتے جی مجھ کو مِلا کچھ بھی نہ لطفِ زندگی

کُشتۂ صد آرزو میرا دلِ ناکام ہے

آنکھ بھی وہ تُو نے دی جو عُمر بھر روتی رہی

دِل بھی تُو نے وہ دیا جو کُشتۂ آلام ہے

کیوں مرے بالیں پہ بیٹھے رو رہے ہیں دوستدار

کِس طرح مَیں اُن سے کہہ دوں اب مجھے آرام ہے

ہجر میں فاضِل کہاں تک روز مَر مَر کے جیوں

زندگی تو زندگی اب موت بھی بدنام ہے

★

میری ہستی ہے سراپا غم ترے سر کی قسم

دیکھتا ہوں جب تجھے سب دور ہوجاتے ہیں غم

ظُلم پرور تیری عادت، ناشکیبا میرا غم

رحم تیرے دل میں کم ہے، صبر میرے دلمیں کم

دست بوسی کے لئے آئے حیاتِ جاوداں

اے خوش قسمت تری آغوش میں نکلے جو دم

ہائے کس منہ سے کروں میں شکوۂ بے چارگی

لیکے آیا ہوں ازل سے درد و غم - رنج والم

ہنستے ہیں وہ جب ہمارا حال ابتر دیکھکر

اور اپنی شومئے تقدیر پر روتے ہیں ہم

بال کیوں بکھرے ہوئے ہیں - حال کیوں بے حال ہے

آپکے دشمن کریں فاضل کے مرجانے کا غم

★

دونوں عالم سے نرالی عشق کی سرکار ہے
ہوش سے جو بےخبر ہے وہ یہاں ہُشیار ہے

رو رہے ہیں خُون کے آنسو مرے زخمِ جگر
دل مرے پہلو میں ہے یا دیدۂ خُونبار ہے

آنکھ ملنا تھا کہ رُخصت ہو گئے صبر و قرار
کیا اِسے دیدار کہتے ہیں، یہی دیدار ہے

ہجر کی راتیں مری ہو جائیں گھڑیاں وصل کی
یہ تمہیں آسان ہے، میرے لئے دشوار ہے

اللہ اللہ معجزہ ہے کیا شرابِ حُسن کا
جو تری محفل میں ہے وہ بے پئے سرشار ہے

کیوں نہ اے فاضل کروں میں پھر پرستش حُسن کی
دیکھتا ہوں ذرّہ ذرّہ عالمِ انوار ہے

★

عشق کو رسوا کیا اے حُسن یہ کیا کر دیا
دار پر منصُور کو وقفِ تماشا کر دیا

کر رہا ہے ناخُدا بادِ مُخالف کا گِلہ
میری قسمت نے سفینہ غرقِ دریا کر دیا

واہ کیا کہنا ہے تیرا اے خیالِ حُسنِ یار
کلبۂ تاریک میں تُو نے اُجالا کر دیا

خُونِ بُلبُل کو بنا کر غازۂ روئے بہار
پتّی پتّی میں چمن کی حُسن پیدا کر دیا

کیا سراپا حُسن ہی تھا عِشق کا حُسنِ کمال
مُجھکو میری معرفت نے تیرا شیدا کر دیا

فاضِلِ ناچیز کیا تھا ایک قطرہ تھا مگر
تیرے فیضِ عام نے قطرے کو دریا کر دیا

★

پیامِ حق محمدؐ لے کے آیا
اُٹھا غُل چار سُو صلِّ علیٰ کا

محمدؐ ہے سراپا نُورِ حق کا
محمدؐ راز ہے صُبحِ مسا کا

محمدؐ نور ہے نُورِ تجلّی
محمدؐ نُور ہے شمس الضُحیٰ کا

محمدؐ ہی سہارا ہے ہمارا
محمدؐ ہی پیارا ہے خُدا کا

کمالِ رُتبہ کیا فاضلؔ بیاں ہو
محمدؐ پیشوا ہے انبیاء کا

★

اے خیالِ یار تو دل میں جو مہماں ہو گیا
پھر دلِ ویراں مرا رشکِ گلستاں ہو گیا

تھی مرے دل کی امنگوں ہی سے دُنیا کی بہار
دل پریشاں کیا ہُوا عالم پریشاں ہو گیا

دمِ محبّت کا بھرا کرتا تھا جو دِل وصل میں
اب وہ شامِ ہجر آتے ہی پشیماں ہو گیا

وائے ناکامی مری دُنیا سراپا یاس ہے
زندگی کا ہر ورق خوابِ پریشاں ہو گیا

فصلِ گُل آتے ہی کتنی بڑھ گئی شانِ جنوں
چاکِ دامن بڑھ کے پھر چاکِ گریباں ہو گیا

اُن کے خط و رُخ کی اے فاضلؔ تو نیرنگی نہ پوچھ
کوئی ہندو بن گیا، کوئی مسلماں ہو گیا

★

نشاں سے بے نشاں مجھکو بنائے جس کا جی چاہے
مجھے دامانِ تربت میں سُلائے جس کا جی چاہے

تجھے بیکس سمجھ کر ظلم ڈھائے جس کا جی چاہے
مرے دُکھے ہوئے دل کو دُکھائے جس کا جی چاہے

فروزاں داغہائے دل کئے بیٹھا ہوں مَیں کب سے
چراغاں دیکھنے پھر آج آئے جس کا جی چاہے

خودی کا داغ اے غافل تری ہستی کے دامن سے
نہ چھوٹا ہے۔ نہ چھوٹے گا۔ چھُٹائے جس کا جی چاہے

یہی دن دیکھنے کو کیا قفس میں جی رہا تھا مَیں
کہ میرا آشیانہ یوں جلائے جس کا جی چاہے

—.—

خود بخود اُٹھ جائے گا یہ پردۂ بزمِ مجاز
حُسن کی سرکار میں جب عشق ہوگا سرفراز

میرے دل میں پڑ رہی ہے چھوٹ تیرے حُسن کی
یا اِس آئینہ میں ہے خود صورتِ آئینہ ساز

عشق ہی کے دَم قدم سے ہیں یہ جلوہ ریزیاں
ورنہ پھر سنسان ہوتی یہ تری بزمِ مجاز

رُخ سے گیسو کو ہٹاتے ہیں وہ آدھی رات ہے
آج صُبحِ عید کی بے وقت پھر ہوگی نماز

یہ دلِ ویراں کسی کی یاد میں آباد ہے
اے مری ویرانئ دل دیکھ ویرانی کا راز

پھر مری دُنیا ہے دل میں کیوں نہ ہو محشر بپا
ہر ادائے حُسن اے فاضلؔ ہے صد فتنہ طراز

# غزل

جاتا ہے صبر بے سر و ساماں کئے ہوئے
دل کو رہینِ حسرت و ارماں کئے ہوئے

دو دن کی زندگی کا اَللّٰہ رے فریب
دارُالمحن میں ہے مُجھے مہماں کئے ہوئے

جاتا کہاں ہے اب یہ اداؤں کا قافلہ
دل کو مرے حوالۂ ارماں کئے ہوئے

آ اے خیالِ یار کہ بیٹھا ہُوا ہوں آج
ہر ذرّہ خاکِ دل کا گُلستاں کئے ہوئے

اے دل ٹھہر کہ لکھتا ہوں پھر آج خطِ شوق
خونِ وفا کو زینتِ عنواں کئے ہوئے

پھر لے چلا ہے عشق اُسی بزمِ نازنیں
تیرِ نظر سے درد کا درماں کئے ہوئے

اٹھتا ہے آج پردۂ رازِ نیاز و ناز
آتا ہوں دل کا درد نمایاں کئے ہوئے

پھر جی میں ہے کہ باغِ تمنّا ہرا کروں
مدّت ہوئی ہے سیرِ گلستاں کئے ہوئے

فاضلؔ جگر کو روئیے یا دل کو روئیے
بیٹھا ہے عشق گھر مرا ویراں کئے ہوئے

# غزل

طرح

کاغذی ہے پیرہن ہر پیکر تصویر کا (غالب)

جب نہ ساتھی ہو کوئی بگڑی ہوئی تقدیر کا
اے دلِ مایوس دامن تھام لے تدبیر کا

واہ کیا کہنا تری ترچھی نظر کے تیر کا
حوصلہ مر مر کے پورا ہو گیا نخچیر کا

کر رہا ہوں اس لئے مَیں کعبۂ دل کا طواف
عکس ہے اس آئینہ میں آپ کی تصویر کا

تیرے در کی خاک دُنیا میں مُیسّر ہو جسے
جیتے جی طالب نہ ہو وہ پھر کبھی اکسیر کا

ہے یہ پاسِ عشق جو مَیں اِس طرح خاموش ہوں
ورنہ سب مطلب سمجھتا ہوں تری تحریر کا

تم اگر چاہو تو ہر مُشکل مری آسان ہو
عُقدۂ لاحل نہیں عُقدہ مری تقدیر کا

جب مَیں کہتا ہوں کیا برباد مجھکو عشق نے
کہتے ہیں وہ کیا کریں لکھّا تری تقدیر کا

غیر کے پردے میں اکثر اُنکی بزمِ ناز میں
ذکر آجاتا ہے اب بھی فاضِلِ دلگیر کا

# غزل

دل کیوں نہ چاک کر دوں، چاکِ جگر کے بدلے
وہ پھول پھینکتے ہیں، تیرِ نظر کے بدلے

اللہ، آج کیا ہے جو آنسوؤں کے قطرے
لائے ہیں لختِ دل کو خونِ جگر کے بدلے

کم ظرفئ نظر کا دیکھا فریب دیکھا
آئینہ پوجتا ہوں، آئینہ گر کے بدلے

دن ہے تو بیقراری شب ہے تو آہ و زاری
کچھ اور اب عطا کر قلب و جگر کے بدلے

اب حال پوچھتے ہیں وہ باغِ آرزو کا
جب خاک اُڑ رہی ہے گلہائے تر کے بدلے

تیرِ نظر کی بارش ناوک فگن اِدھر بھی
سینہ سپر کئے ہوں مَیں بھی سپر کے بدلے

اُن آنسوؤں کی قیمت پھر کون دے سکیگا
جو تم قبول کر لو لعل و گہر کے بدلے

یا شام ہی شبِ غم کی بے سحر ہے فاضلؔ
یا آئیگی قیامت اِسکی سحر کے بدلے

# غزل

بہار آئی ہے پھر گلپوش ہوگا گلستاں اپنا
قفس میں یاد آتا ہے مجھے اب آشیاں اپنا

نہ اب اپنی زمیں ہے اور نہ ہے اب آسماں اپنا
بتا پھر تیری دنیا میں ٹھکانا ہے کہاں اپنا

چمن اپنا، نہ گل اپنے، نہ ہے اب آشیاں اپنا
خدا کی شان، دشمن ہو گیا سارا جہاں اپنا

یہاں اُٹھتا نہیں ہے پاؤں فرطِ ناتوانی سے
وہاں جانے کو ہے تیّار میرِ کارواں اپنا

اسی اُمید ہی میں جان دی ہے مرنے والے نے
اب آئیگا، اب آئیگا مسیحائے زماں اپنا

قفس تو کیا ہے جل جائیگا یہ سارا جہاں صیّاد
قیامت ہے قیامت نالۂ شعلہ فشاں اپنا

خُدا رکھّے عجب شے ہے یہ یکرنگی مُحبّت کی
سمجھتے ہیں بیاں تیرا جو کرتا ہوں بیاں اپنا

بہت سُنتے رہے ہو قیس اور فرہاد کے قصّے
سنو تو آج فاضلِ بھی سُنائے کچھ بیاں اپنا

★

دل کے ہر ذرّے میں پیدا قیس کی دُنیا کریں
آؤ دامانِ نظر کو آج ہم لیلیٰ کریں

تیری شوخی اور میرے دل کی بیتابی نے آج
کر دیا رازِ جنوں افشا بتا ہم کیا کریں

آنکھ میں تصویر تیری۔ دل میں ہیں تیری یاد ہے
اور ہم دُنیا میں رہ کر تُو ہی کہہ دے کیا کریں

پھر مرے دل میں چلے آئیں وہ بے پردہ کبھی
پھر مرے جذبات میں وہ حشر سا برپا کریں

ہے جو دامانِ مژہ میں ایک قطرہ اشک کا
جی میں آتا ہے کہ اس قطرہ کو اب دریا کریں

سرد پڑ جائے نہ فاضلؔ گرمئ بازارِ حُسن
آؤ چڑھ کر دار پر پھر حشر اک برپا کریں

# نظم

ہے تموّج کی تمنّا ایک جُوئے آب ہوں
وُسعتِ دریا عطا کر اے محیطِ بیکراں

# صبحِ تاباں

داماںِ خورشیدِ خاور میں چھپی تھی روشنی
اور خلاء میں ہر طرف چھائی ہوئی تھی خامشی

اک اندھیری سی فضا میں ہر طرف مستور تھی
نورِ یزدانی سے مشرق کی جبیں پُر نور تھی

صبحِ کاذب پہلے آکر جائزہ لینے لگی
رفتہ رفتہ صبحِ صادق کی ہوئی جلوہ گری

کچھ اُجالا، کچھ اندھیرا تھا فضا میں ہر طرف
آتے ہی نورِ سحر کے تھا تکلّف برطرف

خامشی گلزار کی بیدار پھر ہونے لگی
اوس کے قطروں سے بلبل دست و پا دھونے لگی

دامنِ مشرق سے پھوٹی صبحِ تاباں کی کرن
چہچہوں سے بلبلوں کی گونج اٹھا سارا چمن

دعوتِ نظّارہ کی رونق تھی پابندِ نظام
رفتہ رفتہ ہو گیا رنگینیوں کا اہتمام

کھٹکھٹایا وقت نے فطرت کا پھر دیرینہ باب
رفتہ رفتہ دامنِ مشرق سے نکلا آفتاب

نور سے معمور عالم تا ثریّا ہو گیا
ذرّہ ذرّہ سے نمایاں طورِ سینا ہو گیا

# خامۂ اقبال

خامۂ اقبال نازاں تجھ پہ ہے سارا جہاں
فطرتِ انسانیت کا ہے سراسر ترجماں

ہے صریرِ نو ہیں تیرے وہ سرودِ دلنواز
محو ہو جاتے ہیں جس کو سنتے ہی نغمہ طراز

ہے ثریا سے بھی بالا تیرا رہوارِ خیال
کہکشاں چھو لے اسے کیا تاب اس کی کیا مجال

تو نے وابستہ کیا انجام سے آغاز کو
کر دیا افشا طلسمِ کُن فکاں کے راز کو

تو ہے دُنیائے تخیُّل میں حقیقی حُکمراں
پھوٹ نکلے سازِ دل سے نغمہ ہائے جاوداں

رُوح پرور نغمہ وہ پیدا دمِ تحریر ہے
عالمِ اِمکاں کے لَب پر نعرۂ تکبیر ہے

تُو نے لیلائے سحر کو بخش دی پایندگی
تُو نے شامِ موت کو دیدی ہے صُبحِ زندگی

تیرے سینے سے اُبلتا ہے وہ دریائے رواں
جس کا ہر قطرہ ہے گویا اک محیطِ بیکراں

چاند تارے جڑ دیئے تُو نے جبینِ خاک پر
اور گُل بُوٹے بنائے دامنِ افلاک پر

نُور افشانی ہے تیری چاندنی تجھ پر نثار
طُورِ سینا بن گئی تیری جبینِ زرنگار

لب کُشائی میں ہیں پنہاں نغمہ ہائے سارباں
چشمِ حق بیں میں ہے تُو پیغمبرِ ہندوستاں

تُو جہانِ رنگ و بُو کا ہے حقیقت آشنا
فیض سے تیرے یہ فاضِل شاعرِ قدرت بنا

سرمدی لے میں ترانے عشق کے گاتا ہے اب
نورِ آزادی وطن میں اپنے پھیلاتا ہے اب

اب یہی دل کی تمنّا ہے یہی دل کی لگن
پنجۂ اغیار سے آزاد ہو میرا وطن

# جنازۂ اقبال

دیکھ اے مستِ غلامی دیدۂ ہندوستان
پاک رُوحوں کا سفر ہوتا ہے سوئے آسماں

تجھ کو ہے غیروں سے اُلفت اور اپنوں سے حسد
اور اپنے جسم کے اِن ہاتھ پاؤں سے حسد

کیا ترے سینے میں جوشِ زندگی باقی نہیں
غیر کے ہاتھوں میں آ کر ڈوب مرنا ہے کہیں

اُٹھ گئے وہ جن سے حاصل تھا تجھے اک امتیاز
اور دَب جاتا تھا جن سے تیری بربادی کا راز

دیکھ تیری ہستئ اقبال زیبِ دوش ہے
عالمِ اسلام کا ہر ذرّہ حسرت پوش ہے

# جہلم

(جہلم ۔ سرمایہ دار ۔ مزدور)

---

گھاٹیوں میں تیری ہستی کی صدا آوارہ ہے

دامنِ کوہ ہمالہ میں ترا گہوارہ ہے

تجھ سے دب جاتی ہیں چشموں کی رواں مدہوشیاں
جوئباروں کی صدائیں، برف کی سرگوشیاں

روحِ آزادی تری پروردۂ کہسار ہے
ہے ادا مستانہ تیری، تُو صبا رفتار ہے

تیری پستی پر عبث ہے خندہ زن چشمِ فلک
تیرے ہر قطرہ کے دامن میں ہے دریا کی جھلک

دن کو سورج کی شعاعوں پر مچل کر دوڑنا
رات کو تاروں کے دامانِ نظر پر دوڑنا

تیری آزادی تموّج میں ہے سرگرمِ حیات
لے رہی ہے جائزہ اس کا نگاہِ کائنات

تیرے استقلال پر حیران ہے دورِ زماں
تیری ہمّت کو گھٹا سکتا نہیں ہے آسماں

تُو نے اوجِ صُبح دیکھا، انقلابِ شام بھی
اور دیکھی گردشِ نیرنگیٔ ایّام بھی

تُو نے دیکھی ہے غلط تقسیم زر کی۔ مال کی
اہلِ زر کی خواجگی۔ مزدور کی بیچارگی

دیکھ اب دولت کا بندہ ہے ہر اک سرمایہ دار
مثلِ قاروںؔ ہوگیا ہے خواہشِ زر کا شکار

دیکھ انساں کی نگاہوں میں بھی وہ انساں نہیں
دامنِ سعیٔ عمل جس کا گہر افشاں نہیں

ہے نگاہِ یاس اس کی سوگواری کیلئے
آرزوئیں ہیں سراسر شرمساری کیلئے

بوجھ سے وہ فاقہ کش راہوں پہ دب جاتا ہے دیکھ
تحفۂ رنج و الم گھر کی طرف لاتا ہے دیکھ

کیا تری آنکھوں نے یہ دیکھی نہیں نیرنگیاں
جن سے تھرّاتی تھی تنظیمِ زمین و آسماں

ہاں مگر افسوس ہے تیرے جگر کے جوش پر
غیرتِ مدہوش پر اور جذبۂ خاموش پر

تجھ کو بربادی پہ انساں کی ترس آیا نہیں
ابرِ رحمت کی طرح تو کھیت پر برسا نہیں

# مزدور

یہ تُو نے ہی وُسعت زمیں کی بڑھا دی
اُفق پر حد اسکی فلک سے مِلا دی

یہ تیرے ہی جوشِ عمل نے جہاں میں
حیات آفریں زندگانی بنا دی

یہ پانی کے قطرے، یہ مِٹّی کے ذرّے
انہیں جوڑ کر تو نے دُنیا بنا دی

جہاں میں ترے جُستجوئے عمل کو
زمیں نے سراہا، فلک نے دُعا دی

تری جنبشوں کی درخشانیوں نے
مکاں کو چمک دی، مکیں کو ضیا دی

# مایوس حسینہ

اِک حسینہ رنج میں ڈُوبی ہوئی زار و نزار
کر رہی تھی زندگی کے پُورے وہ لیل و نہار

آفتابِ حُسن کے جلوؤں سے پُر تنویر تھی
شرم کی مُورت حیا و صبر کی تصویر تھی

بے کسی اِس کے گلابی رُخ پہ ہے چھائی ہوئی
اور لبوں پر مسکراہٹ بھی ہے مُرجھائی ہوئی

بال بکھرے خاک آلُودہ گریباں چاک ہے
عبرت آگیں یہ سلوکِ گردشِ افلاک ہے

کس قدر مایوس کن ہے بخت کی یہ تیرگی

دل تڑپتا ہے، مگر لب پر ہے مہرِ خامشی

اشک ہیں آنکھوں میں، لب پر اس کے آہِ سرد ہے

یاد میں شوہر کی اپنے وہ سراپا درد ہے

دو عزیزوں کی ہے ماں جن پر ہے اس کا آسرا

ایک چھاتی سے لگا ہے، دوسرا ہے سو رہا

آ کے جہلم کے کنارے اس طرح رونے لگی

گویا اپنی زندگی سے ہاتھ وہ دھونے لگی

پاس ہے اک ٹوکری جس میں ہیں کچھ عیدوں کے پھول

دامنِ دل میں ہوں جیسے تازہ امیدوں کے پھول

چوم کر پھولوں کو پہناتی ہے اشکوں کا لباس
حسرت و ارماں بھرے دل کی امیدوں کا لباس

چوم کر پھولوں کو آنکھوں سے لگاتی ہے کبھی
اپنا ماضی یاد کرتی، گنگناتی ہے کبھی

پھینک دیتی ہے وہ جب پھولوں کو سطحِ آب پر
چوٹ پھر اک اور پڑتی ہے دلِ بیتاب پر

لے چلیں موجیں بہا کر پھول اپنے دوش پر
دفعتاً بجلی گری اس کے حواس و ہوش پر

جوش پر دریا کے سنّاٹا سا اک چھانے لگا
اپنی شوخی کے نتیجہ پر وہ شرمانے لگا

# غلام اُس کا

وہ جس کے نام کا شہرہ زمیں سے آسماں تک ہے
زمیں سے آسماں تک ہی نہیں ہے لامکاں تک ہے

قرارِ عرش کا باعث ہُوا ہے نقشِ پا جس کا
بنائے عالمِ ایجاد ہے حُسنِ عطا جس کا

وہ جس کے نام پر جینا نشاط و شادمانی ہے
وہ جس کے قدموں پر مرنا حیاتِ جاودانی ہے

وہ جس کے نُور سے روشن چراغِ طورِ سینا ہے
لقب جس کا دو عالم میں شہنشاہِ مدینہ ہے

وہ جس نے اک اشارے میں کیا ہے چاند دو پارہ
وہ جس کے گھر میں آیا آسماں سے ٹوٹ کر تارا

وہ جس کی سوزشِ اُلفت کا ثمرہ دولتِ ایماں
وہ جس کے دامنِ رحمت کا صدقہ بخششِ عصیاں

وہ جس کے پائے اقدس پر جُھکا ہے چرخِ مینائی
وہ جس کے دم قدم سے عبدیت نے آبرو پائی

وہ تھا وارثِ یتیموں کا بے پیروں کا دُلارا تھا
ضعیفوں کا عصا اور بے سہاروں کا سہارا تھا

خوشا قسمت ازل ہی سے غلام اس کا ہوں اے فاضلؔ
وہ جس کا نام ہے احمدؐ وہ ہے جو رونقِ محفل

# ماہِ عربؐ

ہو گیا ماہِ عرب جب زینتِ بزمِ جہاں
مِٹ گیا باطل نمایاں ہو گیا حق کا نِشاں

سرنگوں بُت ہو گئے اور قصرِ کسریٰ گر گیا
بُجھ گئے آتشکدے روشن ہُوا سارا جہاں

دامنِ اسلام میں وہ قُوّتِ ایماں تھی
چُومتی تھی پاؤں آ آ کر حیاتِ جاوداں

بات کل کی ہے ہمیں ہم تھے جہاں میں سربلند
تھا ہمارے کارناموں کا مُقِر دورِ زماں

یا وہی ہم ہیں کہ اب ہم سا نہیں کوئی ذلیل
بن گئے کیا تقدیر بگڑی ہے نصیبِ دشمناں

بیکس و محتاج ہیں اور خانماں برباد ہیں
گر پڑی بجلی وہیں رکھا جہاں پر آشیاں

اَلمدد اے طیبہ و بطحیٰ کے والی اَلمدد
ہم میں آجائیں وہی اَسلاف کی سب خوبیاں

ہم بُرے ہیں یا بھلے ہیں نام لیوا ہیں ترے
تُو ہی کہہ دے تیرا در اب چھوڑ کر جائیں کہاں

فاضلِ خستہ جگر کی یہ دُعا مقبول ہو
برتر و بالا رہے اِسلام کا نام و نشاں

# رام

یہی ذکر دُنیا میں اب چار سُو ہے
چمن ہو کہ بَن ہو یہی گفتگو ہے

چھڑایا ہمیں اُس نے ظُلم و ستم سے
بچایا ہمیں درد و رنج و اَلَم سے

بتا کہ حق کیا ہے باپ اور ماں کا
دِکھایا جو نقشہ ہے بزمِ جہاں کا

بَسایا بَن و باس گھر بار چھوڑا
مگر باپ کے حُکم سے مُنہ نہ موڑا

ابھی ساری دُنیا کو آرام آئے
اگر بزمِ عالم میں پھر رام آئے

## فاضل کاشمیری کی مطبوعہ تصانیف :-

| | | | |
|---|---|---|---|
| ۱ - | ساغرِ مستی | مجموعہ غزلیات | قیمت ۲/۱ ۲ روپے |
| ۲ - | شمعِ وطن | " نظم | " ۲/۱ ۲ " |
| ۳ - | کاروان | " نظم غزل وغیرہ | " ۳ " |
| ۴ - | انوارِ محمدیؐ | " نعت و سلام | " ۲ " |
| ۵ - | تصویرِ غم | " نوحہ - وداع مرثیہ | " ۲ " |
| ۶ - | نگہبان | " سونگس (Songs) | " ۱ " |
| ۷ - | سرُود | " انتخاب از مذکورۂ صدر | " ۳ " |
| ۸ - | تصویرِ حج | حج کی مکمل اور جامع کتاب | ۲/۱ ۳ " |

پمفلیٹ (کتابچے) :-

۹ - گلدستۂ فاضل (اردو کلام قیمت ۸/) ۱۰ - اپنے وطن میں
۱۱ - لارہ لار ۱۲ - پچھو لونا ۱۳ - کم شُری - ۱۳ - کٹکری کابلکھ (ڈرامہ)
۱۴ - ٹریفک ہوش ۱۵ - سکول این ہند پایہ (۱۰ دعا) قیمت ۸ /
۱۶ - خوشحال کنبہ ۱۸ - منشدِ متولی (حسبِ حال) ۱۹ - کرشن مرلی -

ملنے کا پتہ :-

الحاج فاضل کاشمیری - ساکنہ :- ڈیتل - سرینگر ۲ کشمیر

گلدستۂ فاضل



(کلفنٹ پریس سرینگر)